111127 ـ مہر بتائے بغیر عقد نكاح كر ليا

سوال

عقد نكاح ہوا تو سب شروط پورى تھيں گواہ بھى موجود تھے اور ولى بھى حاضر تھا، ليكن نكاح درج ذيل طريقہ سے كيا گيا:
ميں نے اپنا ہاتھ دلہن كے ولى كے ہاتھ ميں ركھا ليكن اس نے لكھا ہوا عقد نكاح كچھ اس طرح پڑھا (ميں نے تيرا نكاح) فلاں لڑكى سے كيا ليكن اس ميں مہر كا ذكر نہيں كيا ميں نے اس كے جواب ميں قبول كے الفاظ دہرائے، اور بعد ميں دلہن كے ساتھ تھوڑى رقم پر متفق ہو گيا تو كيا جو كچھ ہوا اور يہ نكاح صحيح ہے يا نہيں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اگر عقد نكاح ميں مہر كا ذكر نہيں ہوا تو نكاح صحيح ہے ليكن اس صورت بيوى كو مہر مثل ديا جائيگا.

ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اگر مہر كا نام نہ ليا جائے تو عام اہل علم كے ہاں عقد نكاح صحيح ہو گا، اس كى دليل يہ ہے كہ اللہ عزوجل كا فرمان ہے:

اگر تم عورتوں كو بغير ہاتھ لگائے اور بغير مہر مقرر كيے طلاق دے دو تو بھى تم پر كوئى گناہ نہيں، ہاں انہيں كچھ نہ كچھ فائدہ دو البقرة (236).

اور روايت كيا جاتا ہے كہ ابن مسعود رضى اللہ تعالى عنہما سے ايك ايسے شخص كے متعلق دريافت كيا جس نے ايك عورت سے شادى كى اور اس كا مہر مقرر نہ كيا گيا اور نہ ہى اس عورت سے دخول كيا اور اسى حالت ميں فوت گيا تو ابن مسعود رضى اللہ تعالى عنہما نے فرمايا:

" اس عورت كو اس كى عورتوں جتنا مہر ديا جائيگا، نہ تو اس سے كم اور نہ ہى زيادہ، اور اس عورت پر عدت ہو گى، اور اسے وراثت بھى ملےگى، تو معقل بن سنان اشجعى رضى اللہ تعالى عنہ اٹھے اور كہنے لگے:

" رسول كريم صلى اللہ وسلم نے بروع بنت واشق جو ہمارى عورتوں ميں سے تھى كے متعلق بالكل وہى فيصلہ كيا جو

آپ نے کیا ہے "

اسے ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے " انتہی

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (7 / 182).

بغیر مہر کے نکاح کو نکاح تفویض کا نام دیا جاتا ہے، اور اس کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: تفویض البضع:

کوئی شخص اپنی بیٹی کا بغیر مہر نکاح کر دے، اور کہے کہ: میں نے تیرے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کر دی، اور مخاطب کہے: میں نے قبول کر لی، اور اس میں مہر کا ذکر نہ کیا جائے جیسا کہ آپ کے ساتھ ہوا ہے.

دوسری قسم:

تفویض المہر: یہ کہ عقد نکاح میں مہر کا ذکر تو کیا گیا ہو لیکن اس کی تعیین اور تحدید نہ ہوئی ہو کہ کتنا دیا جائیگا مثلا دولہا ولی کو کہے کہ میں اتنا مہر ادا کرونگا جتنا تم چاہو گے، یا پھر ولی دولہا کو کہے جتنے آپ چاہتے ہیں مہر ادا کر دیں یا اس طرح کے اور الفاظ.

ان دونوں صورتوں میں مہر مثل دیا جائیگا.

اور مہر مثل کی تحدید قاضی کریگا تا کہ اختلاف اور نزاع ختم ہو، اور اگر وہ قاضی کے پاس جائے بغیر ہی کسی پر راضی ہو جائیں تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ حق ان دونوں کا ہے کسی اور کا نہیں.

زاد المستقنع میں درج ہے:

" تفویض البضع صحیح ہے، اور تفویض المہر بھی صحیح ہے اس صورت میں عورت کو عقد نکاح میں مہر مثل ملے گا، اور اس کو حاکم اور قاضی متعین کر کے لاگو کریگا، اور اگر وہ اس سے پہلے ہی دونوں راضی ہو جائیں تو جائز ہے " انتہی

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قولہ: " اور اگر وہ اس سے قبل راضی ہو جائیں " یعنی اگر وہ قاضی اور حاکم کے پاس گئے بغیر ہی راضی ہو جائیں تو حق ان دونوں کا ہے، یعنی اس میں کوئی حرج نہیں، چنانچہ اگر وہ کہتے ہیں کہ ہم قاضی کے پاس کیوں جائیں ؟ بلکہ ہم آپس میں اتفاق کر لیتے ہیں، خاوند کہے کہ مہر ایك ہزار اور بیوی دو ہزار مانگے، اور لوگ اس کا درمیانہ حال

نکال کر پندرہ سو وغیرہ کر دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ کیونکہ ان دونوں سے حق تجاوز نہیں کرتا " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (12 / 305).

اس سے آپ جان سکتے ہیں کہ نکاح صحیح ہے، اور جس مہر پر خاوند اور بیوی متفق ہو گئے ہیں اگر بیوی عقلمند ہے تو وہ مہر صحیح ہے.

واللہ اعلم .